توبہ کا مفہوم، اقسام و اہمیت اور طریقہ کار

مفتی عارف محمود

ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''توبہ انسان کی پہلی، درمیانی اور آخری منزل ہے، بندہ سالک اُسے کبھی اپنے سے جدا نہیں کرتا، مدت تک توبہ اور رجوع کی حالت میں رہتا ہے۔ اگر ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف سفر اختیار کرتا ہے تو توبہ اس کا رفیق ہوتا ہے جہاں وہ جائے، پس توبہ بندہ کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی، بلکہ ابتدا کی طرح موت کے وقت اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔'' (مدارج السالکین، صفحہ: ۱۴۱)

توبہ دل کا نور ہے، نفس کی پاکیزگی ہے، توبہ انسان کو اس حقیقی زندگی کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ: اے غافل انسان! آؤ! قبل اس کے کہ زندگی کا قافلہ کوچ کر جائے اور موت اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ آموجود ہو، توبہ کرنے والوں کی ہم نشینی اختیار کرلیں، کیونکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ قبر محض ایک گڑھا نہیں، بلکہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (کما رواہ الترمذي في سننه عن أبي هريرةؓ، کتاب صفة القيامة: ۴/ ۶۳۹ - ۶۴۰، رقم الحديث: ۲۴۶۰)

پس جس کی ابتدا توبہ اور رجوع سے روشن اور چمکدار ہوگی، اس کی انتہا بھی نورِ مغفرت سے منور ہوگی، جو اللہ کی طرف رجوع اور توبہ میں اخلاص اور سچائی کو اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے خاتمہ بالخیر کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

توبہ سب کے لیے

توبہ صرف گنہگاروں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ سب ایمان والوں کو توبہ کا حکم دیا گیا ہے، اللہ رب العزت کا ارشادِ گرامی ہے:

''وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ''۔ (النور:۳۱)

ترجمہ: ''اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو! تاکہ تم بھلائی پاؤ''۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

صحیح مسلم میں حضرت مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! گناہوں سے باز آجاؤ اور اللہ کی طرف رجوع کرلو اور میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ کی طرف رجوع کرتا

ہوں۔(صحیح مسلم، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، رقم:۷۰۳۴)

غور فرمائیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اولین و آخرین کے سردار ہیں، بخشے بخشائے ہوئے ہیں، تمام جنتیوں کے سردار ہیں، مقامِ محمود کے مالک ہیں، وہ ایک دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ واستغفار کے عمل کو اختیار کرتے ہیں تو ہم گنہگار اور خطا کار امتیوں کو کس قدر توبہ واستغفار کا اور اللہ کی طرف رجوع کا اہتمام کرنا چاہیے!۔

گناہوں سے فوری توبہ کی ضرورت

آج کے اس پر آشوب ماحول میں تمام اہل ایمان کو چاہیے کہ بغیر کسی استثنا کے فوری توبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ موت سے پہلے موقع ہے، اسے ضائع نہ کریں، اللہ رحیم وکریم بھی اپنے بندوں کی توبہ کا انتظار فرماتے ہیں اور ان کی توبہ کو قبول کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بندہ توبہ کرے اور وہ قبول فرمائے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

''وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَّتُوبَ عَلَيْكُمْ''۔ (النساء:۲۷)

ترجمہ: ''اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہوئے''۔ (ترجمہ از: شیخ الہندؒ)

گناہ کر کے توبہ نہ کرنے کا انجام

یہ یاد رکھیں کہ گناہ کا صدور ہونا ایمان کے منافی نہیں۔ ایمان والے سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی بھی معصوم نہیں اور عام انسانوں سے گناہ کا ہو جانا کوئی اچھنبے کی بات نہیں۔ گناہ کا ہو جانا اور بھول چوک تو انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ یہ اتنا خطرناک اور ہلاکت خیز نہیں، جتنا گناہ ہو جانے کے بعد توبہ نہ کرنا اور اس سے غفلت اختیار کرنا ہلاکت آمیز اور تباہ کن ہے۔ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''والذی نفسی بیدہ لو لم تذنبوا لذهب اللّٰہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللّٰہ فیغفر لهم''۔ (صحیح مسلم، باب سقوط الذنوب بالاستغفار، رقم:۷۱۴۱)

ترجمہ: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم گناہوں کا ارتکاب نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے ایسی قوم کو لے آئیں گے جو گناہ کرے گی اور اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے گی تو اللہ ان کی مغفرت فرما دیں گے۔

سننِ ترمذی اور سننِ ابنِ ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کل بني آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون''۔(سنن الترمذي، کتاب صفة القیامة، رقم:۲۴۹۹)

ترجمہ: ''تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں''۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ بندہ کا توبہ کرنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا انتہائی ضروری ہے،

ورنہ اسے اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے شمار کیا جائے گا، امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''من لم يتب إذا أصبح وإذا أمسٰى فهو من الظالمين''۔

ترجمہ: ''جو شخص (ہر روز) صبح وشام توبہ نہیں کرتا وہ ظالمین میں سے ہے''۔ (تفسیر الثعلبي: ۱/۱۱۹)

طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق کی ادائیگی بہت بڑی بات ہے، مگر تم توبہ کی حالت میں صبح وشام کرو''۔ (تفسیر ابن کثیرؒ: ۸/۸۷، التفسیر المنیر: ۱۳/۲۵۶)

ابنِ رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس نے بغیر توبہ کیے صبح وشام کی وہ خطرے میں ہے، اُسے یہ خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ کہیں بغیر توبہ کے اللہ سے ملاقات نہ ہوجائے اور اللہ اس کا شمار ظالموں میں نہ کردیں''۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ''۔ (الحجرات: ۱۱)....''اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف''۔ (لطائف المعارف، ص: ۴۵۸)

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ''مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ'' میں بندوں کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں: ۱:......توبہ کرنے والے۔ ۲:......ظالم، اور یقیناً ان دو کے علاوہ کوئی تیسری قسم نہیں، اور توبہ نہ کرنے والوں کو اللہ نے ظالم شمار کیا ہے۔ (مدارج السالکین، صفحہ: ۱۴۲)

معصیت کے نقصانات

حضرت ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کو چاہیے کہ اسے معلوم ہو کہ گناہ ومعاصی نقصان دہ اور ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں، جس طرح مختلف قسم کے زہر سے بدن انسانی متأثر ہوتا ہے اور ہلاکت کا باعث بنتا ہے، ایسے ہی گناہ سے انسانی دل متأثر ہوتا ہے۔ دنیا وآخرت میں جتنے شرور وبیماریاں ہیں، ان سب کا سبب صرف گناہ اور معاصی ہیں۔ (الداء والدواء، ص: ۶۰)

کسی اللہ والے کا قول ہے:

''لاتنظر إلٰى صغر الخطيئة ولكن انظر إلٰى مَنْ عصيتَ''۔

ترجمہ: ''تم گناہ کے چھوٹے ہونے کو مت دیکھو، بلکہ تم جس کی معصیت کررہے ہو اس کی عظمت کو پیش نظر رکھو''۔ (أخرجه أحمد في الزهد، ص: ۴۶۰، تهذيب الداء و الدواء: ۱/۵۴)

حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''لو تفكر النّاس في عظمة اللّٰه ما عصوا اللّٰهَ عزّ و جلّ''۔ (تفسیر ابن کثیرؒ: ۲/۱۸۵)

ترجمہ: ''اگر اللہ کی عظمت لوگوں کے پیشِ نظر رہے تو وہ اللہ کی نافرمانی سے باز آجائیں گے''۔

توبہ کی تعریف

گناہوں اور معصیت سے جس توبہ کا ہم سے بار بار مطالبہ کیا گیا ہے، اس کی حقیقت سے واقف ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اگر توبہ کی حقیقت نہ پائی جارہی ہو تو صرف زبان سے توبہ توبہ کہنا کافی نہیں۔

لغت میں توبہ لوٹنے اور رجوع کرنے کو کہتے ہیں، علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مختار الصحاح، صفحہ:۵۹'' میں اور علامہ فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''القاموس المحیط، صفحہ:۵۹'' میں لکھا ہے: ''تاب إلی اللّٰہ'' اور ''توبۃ'' گناہ اور معصیت سے لوٹنے کو کہا جاتا ہے۔ شریعت میں اللہ کی معصیت و نافرمانی کو ترک کرکے اس کی اطاعت اختیار کرنے کو توبہ کہتے ہیں۔

توبہ کی حقیقت اور مراتب

سچی توبہ کے لیے علما نے کچھ شرائط ذکر کی ہیں، چنانچہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ھی الندم بالقلب، وترک المعصیۃ فی الحال، و العزم علٰی ألا یعود إلٰی مثلھا، وأن یکون ذلک حیاءً من اللّٰہ''۔ (تفسیر القرطبی، سورۃ النساء:۹۱/۵)

ترجمہ: ''(یقیناً سچی توبہ) وہ یہ ہے کہ (اس میں یہ درج ذیل چیزیں پائی جائیں): ۱:......گناہ پر دل سے ندامت ہو، ۲:......فوری طور پر گناہ کو ترک کرے، ۳:......اور پکا ارادہ کرے کہ دوبارہ اس معصیت کا ارتکاب نہیں کرے گا، ۴:......اور یہ سب کچھ ''اللہ کی حیا'' کی وجہ سے ہو''۔

مراتبِ توبہ

توبہ کے تین مراتب ہیں: ۱:......توبہ کا سب سے بڑا اور لازمی درجہ ترکِ کفر اور قبول ایمان ہے۔ ۲:......اس کے بعد دوسرا بڑا درجہ کبائر (بڑے گناہوں) سے توبہ کا ہے۔ ۳:......تیسرا مرتبہ صغیرہ گناہوں سے توبہ کا ہے۔

توبہ کی اقسام

توبہ کی دو قسمیں ہیں: ۱:......واجب، ۲:......مستحب۔ کسی بھی مامور کے ترک اور محظور وممنوع کام کے کرنے سے توبہ کرنا فی الفور واجب اور ضروری ہے اور یہ تمام مکلّف اہلِ ایمان پر واجب ہے۔ مستحبات کے ترک اور مکروہات کے ارتکاب سے توبہ کرنا مستحب ہے۔ (جامع الرسائل لابن تیمیۃؒ، رسالۃ فی التوبۃ: ۲۲۷/۱)

سچی اور صحیح توبہ کی شرائط

۱:......فوری طور سے معصیت وگناہ سے باز آنا۔

۲:......تمام سابقہ گناہوں پر دل سے ندامت ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''الندم التوبۃ''، یعنی ندامت توبہ ہے۔ (مسند أبی یعلی، مسند عبد اللہ بن مسعودؓ، رقم: ۴۹۶۹، ۵۰۸۱، ۵۱۲۹) ندامت ہی توبہ کا رکنِ اعظم ہے۔

۳:......دوبارہ گناہ کا ارتکاب نہ کرنے کا پکا عزم۔ (تفسیر السراج المنیر: ۶۸/۲)

۴:......لوگوں کے حقوق کی ادائیگی، یا ان سے معاف کرانا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱۶۹/۸، تفسیر الخازن: ۱۲۲/۷)

ریاض الصالحین، صفحہ: ۱۲ میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر معصیت کا تعلق آدمی سے ہو تو

اس کے لیے چار شرائط ہیں، تین وہ جن کا اوپر تذکرہ ہوا اور چوتھی یہ کہ لوگوں کے حقوق سے خود کو بری کرے، اگر کسی کا مال یا اس طرح کی کوئی اور چیز لی ہے تو واپس لوٹا دے، اگر کسی پر جھوٹی تہمت وغیرہ لگائی ہے تو اس سے معافی طلب کرے یا اس کو ''حد'' پر قدرت دے اور اگر کسی کی غیبت کی ہے تو اس کی بھی معافی مانگے۔

۵:......توبہ نصوح اور سچی توبہ کی پانچویں شرط یہ ہے کہ بندہ اخلاص کو اختیار کرے، یعنی اللہ کے عذاب کے خوف وڈر اور اس کی مغفرت وثواب کی امید پر گناہوں کو ترک کرے۔

۶:......چھٹی شرط یہ ہے کہ توبہ کا عمل ''توبہ کے وقت'' میں ہو۔

توبہ نصوح کسے کہتے ہیں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے بندوں کو ''توبہ نصوح'' کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا إِلَی اللّٰہِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا''۔ (التحریم:۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ''۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

توبہ نصوح سے کیا مراد ہے؟ آیئے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ، سلف صالحینؒ اور مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال کی روشنی میں اس کا جائزہ لیتے ہیں، ''نصوحًا'' النصح سے ماخوذ ہے، عربی میں سلائی کرنے کو کہتے ہیں، گویا توبہ گناہوں کی پھٹن کو رفو کر کے ایسے ختم کر دیتی ہے، جیسا کہ درزی اور رفو گر کسی پھٹے ہوئے کپڑے کو سلائی و رفو کر کے اس کی پھٹن کو بالکل ختم کر دیتا ہے۔ توبہ نصوح کو سچی، خالص اور محکم و پختہ توبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ''نُصوحًا'' کو نون کے ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے، ایسی توبہ کو کہا جاتا ہے کہ جس سے آدمی نصیحت حاصل کرے۔ (تفسیر السمعانی:۵/ ۴۷۷)

امام فراء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں ''نصوحًا'' توبہ کی صفت ہے، معنی یہ ہے کہ وہ توبہ اپنے کرنے والے کو اس بات کی فہمائش کرے کہ ان گناہوں کی طرف لوٹنے کو ترک کرے جن سے اس نے توبہ کی ہے، اور وہ ایسی سچی اور نصیحت آمیز توبہ ہے کہ کرنے والے اپنے نفس کو گناہوں کی گندگی سے پاک کرتے ہیں۔ (تفسیر الرازی، سورۃ التحریم:۱/ ۴۴۹۰)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اصلِ توبہ نصوح خالص ہونا ہے، ملاوٹ سے پاک شہد کو ''عسل ناصح'' کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ ''نصاحة'' بمعنی سلائی سے ماخوذ ہے، اس سے اخذ کی دو وجہیں ہیں: ۱:......اس توبہ نے اس کی اطاعت الٰہی کو محکم و پختہ کیا ہے، جیسا کہ درزی سلائی سے کپڑے کو محکم و پختہ کر دیتا ہے، ۲:......اس توبہ نے اسے اللہ کے اولیاء کے ساتھ جوڑا، جمع کیا اور ملایا ہے، جیسا کہ درزی سلائی کے ذریعہ کپڑے کے مختلف حصوں کو آپس میں ملاتا اور جوڑ دیتا ہے۔ (تفسیر القرطبی:۱۸/ ۱۹۹)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سوال پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ بندہ اپنے کیے

ہوئے گناہ سے نادم ہوکر اللہ کی طرف یوں بھاگے کہ دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹے، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس لوٹ جائے۔ (الدر المنثور: ۶/ ۲۸۴)

حضرت عمرؓ، ابی بن کعبؓ اور معاذ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ’’**التوبة النصوح أن يتوب ثم لا يعود إلى الذنب كما لايعود اللبن إلى الضرع** ‘‘ ..... ’’توبہ نصوح یہ ہے کہ وہ توبہ کرے اور پھر اس گناہ کی طرف دوبارہ نہ لوٹے، جس طرح دودھ تھنوں میں لوٹ کر واپس نہیں جاتا۔ (تفسیر القرطبی، سورۃ التحریم: ۱۸/ ۱۹۷)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ بندہ اپنی سابقہ گناہ آلود زندگی پر نادم ہو، دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹنے کے عزم کے ساتھ۔ کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ زبان سے استغفار کرے، دل سے ندامت اختیار کرے اور اپنے بدن کو قابو میں رکھے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سچی نصیحت آمیز توبہ کو نصوح کہتے ہیں۔ (تفسیر الخازن: ۷/ ۱۲۱)

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ’’نصوح‘‘ مقبول توبہ کو کہتے ہیں، اور توبہ اس وقت تک قبول نہیں کی جاتی ہے، جب تک اس میں تین چیزیں نہ پائی جائیں: ۱:......عدم قبولیت کا خوف ہو۔ ۲:......قبولیت کی امید ہو۔ ۳:......طاعات پر ثابت قدمی ہو۔

محمد بن سعید قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: توبہ نصوح چار چیزوں کے پائے جانے کا نام ہے: ۱:......زبان سے استغفار کرنا۔ ۲:...... بدن سے گناہوں کو اکھیڑ پھینکنا۔ ۳:......دل سے دوبارہ لوٹنے کے ترک کا اظہار کرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ (البحر المدید: ۸/ ۱۲۷)۔ ۴:...... برے دوستوں کی صحبت سے دوری اختیار کرنا۔ ۵:......ذون النون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اہل خیر کی صحبت اختیار کرنا۔ (تفسیر الخازن: ۷/ ۱۲۲)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چار چیزیں توبہ نصوح کی علامت ہیں: ۱:...... ’’**القلّة**‘‘ یعنی گناہوں کو زائل کرنا۔ ۲:...... ’’**العلّة**‘‘ یعنی اللہ کی یاد سے دل بہلانا یا تشویش میں مبتلا ہونا یعنی نادم ہونا۔ ۳:...... ’’**الذلّة**‘‘ یعنی انکساری اور تابعداری اختیار کرنا۔ ۴:...... ’’**الغربة**‘‘ یعنی گناہوں سے دوری وجدائی اختیار کرنا۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: (توبہ کے بعد) گناہ اس کی آنکھوں میں کھٹکے، گویا وہ اُسے برابر دشمنی کی نگاہ سے دیکھ رہا ہو۔

ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توبہ نصوح (خالص) توبہ کا نام ہے، نہ کہ عقد معاوضہ کا، اس لیے کہ جس نے دنیا میں گناہ کیا اپنے نفس کی سہولت اور مفاد کی خاطر اور پھر توبہ کی اسی نفس کی سہولت کے پیش نظر تو اس کی توبہ اپنے نفس کے لیے ہوگی، نہ کہ اللہ کے لیے۔ (تفسیر الثعلبی: ۹/ ۳۵۰)

ابوبکر مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توبہ نصوح مظالم کے لوٹانے یعنی حقوق والوں کے حقوق ادا کرنا، دعویداروں سے حقوق معاف کروانا، اور طاعات پر مداومت کرنے کو کہتے ہیں۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا: ایسی توبہ جس میں گناہ کی طرف واپس لوٹنے کا خیال نہ ہو۔ ذوالنون

مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: توبہ نصوح کی تین علامتیں ہیں: ۱:...قلتِ کلام۔ ۲:...قلتِ طعام۔ ۳:...قلتِ منام۔

شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: توبہ نصوح کرنے والا بکثرت اپنے نفس پر ملامت کرے اور ندامت اس سے کبھی جدا نہ ہو، تاکہ وہ گناہوں کی آفتوں سے سلامتی کے ساتھ نجات پا سکے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: توبہ نصوح ایمان والوں کو اصلاحِ نفس کی فہمائش کیے بغیر نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ جس کی توبہ درست قرار پائی تو وہ اس بات کو پسند کرے گا کہ سب لوگ اس کی طرح توبہ نصوح کرنے والے ہوں۔ (تفسیر الثعلبی: ۹/۳۵۰)

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توبہ نصوح یہ ہے کہ وہ گناہوں کو ایسے بھول جائے کہ پھر ان کا تذکرہ بھی نہ کرے، کیوں کہ جس کی توبہ درست قرار پاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا بن جاتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی وہ اللہ کے ماسوا کو بھول گیا۔

سھل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توبہ نصوح اہل سنت والجماعت کی توبہ کا نام ہے، اس لیے کہ بدعتی کی کوئی توبہ نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ اللہ نے ہر صاحب بدعت کو توبہ کرنے سے محجوب کردیا ہے۔

فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: اس کی تین علامتیں ہیں: ۱:......نفسانی خواہشات کی مخالفت کرنا۔ ۲:......بکثرت رونا۔ ۳:...... بھوک اور پیاس کی مشقت کو برداشت کرنا، یعنی قلتِ طعام و شراب۔ (الکشف والبیان: ۹/۳۵۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے توبہ نصوح کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ آدمی برے عمل سے توبہ کرے اور پھر کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہ جائے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توبہ نصوح یہ ہے کہ تو گناہ سے ویسے ہی نفرت کر جیسے تو نے اس سے محبت کی اور جب تجھے یاد آئے تو اس سے توبہ واستغفار کر۔ (تفسیر ابن کثیر: ۸/۱۶۸)

ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: توبہ نصوح یہ ہے کہ زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہوجائے، جیسا کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں نے توبہ کی تھی۔ (تفسیر القرطبی: ۸/۲۸۷)

ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: دس چیزوں کا نام توبہ نصوح ہے: ۱:...... جہل سے نکلنا، ۲:......اپنے فعل پر نادم ہونا، ۳:......خواہشات سے دوری اختیار کرنا، ۴:......سوال کیے جانے والے نفس کی پکڑ کا یقین، ۵:...... ناجائز معاملات کی تلافی کرنا، ۶:......ٹوٹے ہوئے رشتوں کا جوڑنا، ۷:......جھوٹ کو ساقط کرنا، ۸:...... برے دوست کو چھوڑنا، ۹:......معصیت سے خلوت اختیار کرنا، ۱۰:......غفلت کے طریق سے عدول کرنا۔ (حقائق التفسیر للسلمی: ۲/۳۳۷)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: توبہ نصوح سے مراد صاف دل کی توبہ ہے، وہ یہ ہے کہ دل میں پھر اس گناہ کا خیال نہ رہے، اگر توبہ کے بعد انہی خرافات کا خیال پھر آیا تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر

www.banuri.edu.pk

رہ گئی ہے اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی، رزقنا اللّٰہ منہا حظًا وافرًا بفضلہ و عونہ وھو علٰی کل شئیءٍ قدیر۔ (تفسیر عثمانی، سورۃ التحریم:۸)

باعتبارِ وقت وزمانہ کے توبہ کی اقسام

باعتبارِ وقت وزمانہ کے توبہ کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ہر انسان اپنی زندگی میں موت کی ہچکچاہٹ سے پہلے پہلے توبہ کرلے، اس لیے کہ سانسیں اکھڑنے کے بعد کی جانے والی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّىْ تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُوْلَئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا''۔(النساء:۱۸)

ترجمہ:''اور ایسوں کی توبہ نہیں جو کیے جاتے ہیں برے کام، یہاں تک کہ جب سامنے آجائے ان میں سے کسی کی موت تو کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں اب، اور نہ ایسوں کی توبہ جو مرتے ہیں حالت کفر میں، ان کے لیے ہم نے تیار کیا ہے عذاب دردناک۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إنّ اللّٰہ یقبل توبة العبد مالم یغرغر''۔ (سنن الترمذي، کتاب الدعوات، رقم:۳۵۳۷)

ترجمہ:''بے شک اللہ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک اس کی روح گلے تک نہ پہنچے (یعنی جب تک اس کی سانسیں نہ اکھڑ جائیں)''۔

توبہ کی دوسری قسم وقت کے اعتبار سے یہ ہے کہ تمام مخلوق کی توبہ اس وقت تک قابلِ قبول ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہونے لگے اور جب سورج مغرب سے طلوع ہونے لگ جائے تو پھر اس وقت کسی کی بھی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''من تاب قبل أن تطلع الشمس من مغربها تاب اللّٰہ علیه''.... یعنی''جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائیں گے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم:۶۸۶۱)

توفیقِ توبہ کے اعتبار سے لوگوں کی قسمیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ کی توفیق ملنے اور نہ ملنے کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف قسمیں بنتی ہیں:

۱:...... ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے جن کو زندگی بھر سچی توبہ کی توفیق نہیں ملتی، ان کی تمام عمر سنِ شعور سے لے کر موت تک پورا عرصہ گناہوں اور معصیت میں صَرف ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اسی حالت میں ان کو موت آجاتی ہے، یہ بدبخت لوگوں کی حالت ہے۔

۲:...... ان سے قبیح اور برے وہ لوگ ہیں جن کو ابتدا سے لے کر آخر تک تمام عمر نیک اعمال کی

توفیق ملتی رہی، پھر آخری وقت میں کسی برے عمل میں مبتلا ہو جائیں، یہاں تک کہ وہ اسی برے عمل کو کرتے ہوئے مر جائیں، جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ تم میں سے بعض لوگ اہل جنت والے اعمال اختیار کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر اس پر تقدیر غالب آجاتی ہے اور وہ جہنمی لوگوں والا کوئی عمل اختیار کرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الأنبیاء، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: وإذ قال ربک للملائکۃ إني جاعل في الأرض خلیفۃ، رقم: ۳۳۳۲)

۳:......ایک تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنا کل متاع عزیز اور ساری زندگی غفلت و دھوکے میں گزار دیتے ہیں، یہاں تک کہ انہیں کسی عملِ صالح کی توفیق مل جاتی ہے اور وہ اس پر انتقال کر جاتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو عمر بھر جہنمی لوگوں والے اعمال کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر تقدیر غالب آجاتی ہے اور وہ اہلِ جنت جیسا عمل اختیار کر کے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (حوالہ سابق)

یہ بات تو واضح ہے کہ اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے، اعتبار خیر یا شر پر خاتمے کا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرماتے ہیں تو اسے کسی نیک عمل کی توفیق عنایت فرما دیتے ہیں، پھر اسی پر اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ (سنن الترمذي، کتاب القدر، رقم: ۲۱۴۲)

۴:......ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ اور پل پل اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارتے ہیں، پھر موت سے پہلے ان کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اب اللہ سے ملاقات کا وقت آن پہنچا ہے تو وہ اس ملاقات کی تیاری میں لگ جاتے ہیں اور ایسا زادِ راہ و توشہ اختیار کرتے ہیں جو اس ملاقات کے شایانِ شان ہو۔ یہ لوگوں کی سب سے بہترین اشرف و اعلیٰ قسم ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ (النصر:۱) نازل ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے پردہ کرنے کے بارے میں اشارہ فرمایا گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام تر صلاحیتیں اور کوششیں آخرت میں کام آنے والے اعمال میں صرف کرنے لگے (جیسا کہ نبوت ملنے کے بعد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا) (الدر المنثور، سورۃ النصر: ۱۵/۷۲۲-۷۲۳ - تفسیر ابن کثیر: ۶/۵۶۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات کے آخری لمحات میں اٹھتے، بیٹھتے، آتے جاتے ہر وقت ''سبحان اللّٰہ و بحمدہ أستغفر اللّٰہ و أتوب إلیہ'' کہا کرتے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کثرت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نصر تلاوت فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر، النصر: ۶/۵۶۴ - تفسیر القرطبی، النصر: ۱۰/۱۶۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ ہر سال رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک دفعہ قرآن مجید سناتے تھے، وصال والے سال بیس دن اعتکاف کیا اور دو دفعہ قرآن پاک

کا دور فرمایا اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اب اللہ سے ملاقات کا وقت قریب ہے، پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع، آخری حج ادا فرمایا۔ اس موقع پر ارشاد فرمایا: لوگو! مجھ سے حج کے مسائل سیکھو، شاید میں اس سال کے بعد دوبارہ حج نہ کرسکوں، یا آپ سے نہ مل پاؤں۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم :۳۱۳۷)

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے قرآن وسنت کو مضبوطی سے پکڑنے اور ان پر عمل کرنے کا حکم دیا اور مدینہ واپس آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد دنیا سے پردہ فرمالیا۔ (تفسیر القرطبی: ۲۰/ ۱۶۷)

گناہوں سے توبہ کا طریقہ

علماءکرام نے فرمایا کہ بندہ جن گناہوں میں مبتلا تھا، ان سے توبہ کا طریقہ یہ ہے دیکھا جائے کہ اس گناہ کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہے یا بندوں کے حقوق سے؟ اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کوئی حق ہے، جیسا کہ ترکِ نماز کا مرتکب تھا تو اس گناہ سے توبہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتی، جب تک قلبی ندامت کے ساتھ فوت شدہ نمازوں کی قضا نہ پڑھ لے، اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کا معاملہ ہے کہ جب تک سابقہ روزوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کرے گا، اس وقت تک اس کی توبہ کامل نہیں ہوگی۔ اگر گناہ کسی کو ناحق قتل کا ہے تو اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کرے، اگر اولیاء مقتول نے اس کا مطالبہ کیا ہے تو، ورنہ دیت ادا کرے۔ اگر کسی پر ایسی جھوٹی تہمت لگائی ہے جس سے ''حد'' لازم آتی ہے تو اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کرے۔ اگر قتل اور تہمت میں اسے معاف کردیا گیا تو اخلاص کے ساتھ ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کافی ہوجائے گا۔ اسی طرح چور، ڈاکو، شرابی اور زانی بھی توبہ کرلیں اور ان گناہوں کو ترک کریں اور پنی اصلاح کریں تو ان کی توبہ درست ہوجائے گی۔ اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو اگر قدرت رکھتا ہو تو فوراً صاحب حق کا حق ادا کردے، اگر فوری ادائیگی کی قدرت نہ ہو تو جتنی جلدی ممکن ہو قدرت ہونے پر ادائیگی کا عزم کرلے۔ اگر کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا سبب اختیار کیا ہے تو فوری طور سے اس سببِ نقصان کو زائل کردے، پھر اس مسلمان بھائی سے معافی طلب کرے اور اس کے لیے استغفار بھی کرے، اور اگر صاحب حق نے اس کو معاف کردیا تو یہ اس گناہ سے بری ہوجائے گا۔ اسی طرح اگر کسی دوسرے کو کسی بھی طرح کا ضرر پہنچایا تھا یا ناحق اسے ستایا تھا اور اس صاحب حق سے نادم ہوکر معافی مانگی، اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم بھی ہو اور برابر اس سے معافی طلب کرتا رہا، یہاں تک اس مظلوم نے اسے معاف کردیا تو اس کے وہ گناہ معاف ہوجائیں گے۔ (تفسیر القرطبی: ۱۸/ ۱۹۹، ۲۰۰)

یہی حال باقی تمام معاصی وگناہوں کا ہے کہ اگر حقوق اللہ سے تعلق ہے تو ذکر کردہ شرائط کے مطابق توبہ کرے اور اگر بندوں کے حقوق کا معاملہ ہو تو مذکورہ طریقۂ توبہ کو اپنانے کے ساتھ حقوق کی ادائیگی کرے یا معاف کروائے۔

سلفِ صالحین کا طرزِ عمل

سلفِ صالحین کی رائے یہ کہ جس شخص کی موت کسی نیک عمل جیسے رمضان کے روزے یا حج یا عمرہ کے بعد واقع ہوجائے تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ جنت میں جائے گا۔ خود اکابرین سلفِ صالحین عمر بھر نیک اعمال میں صَرف کرنے کے باوجود موت کے وقت توبہ واستغفار کا اہتمام کرتے اور اپنا عمل استغفار اور کلمہ طیبہ ’’لا إلٰہ إلا اللّٰہ ‘‘ پر ختم کیا کرتے تھے۔ علاء بن زیاد کا جب آخری وقت آپہنچا تو رونے لگے، کسی نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: اللہ کی قسم! میری یہ خواہش وچاہت ہے کہ توبہ کے ذریعے موت کا استقبال کروں۔ ان سے عرض کیا گیا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ ایسا کرلیں، انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا، وضو کیا، پھر نئے کپڑے منگوائے، انہیں زیب تن کیا، پھر قبلہ کی جانب رخ کرکے اپنے سر کو دو مرتبہ جھکایا، پھر پہلو کے بل لیٹ گئے اور روح پرواز کرگئی۔ عامر بن عبداللہؒ وقتِ اجل رونے لگے اور فرمانے لگے: ایسے ہی وقت کے لیے عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں۔ اے! اللہ! میں آپ سے اپنی کمی اور کوتاہی کی معافی چاہتا ہوں اور اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، پھر اس کے بعد مسلسل ’’لا إلٰہ إلا اللّٰہ ‘‘ کا ورد کرتے رہے، یہاں تک کہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ عمرو بن العاص رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے وقت فرمایا: اے اللہ! آپ نے ہمیں طاعت کا حکم دیا، ہم نے اس کی کوتاہی کی اور آپ نے معاصی سے منع کیا ہم ان کا ارتکاب کر بیٹھے، ہمارے لیے سوائے آپ کی معافی ومغفرت کے اور کوئی چارہ کار نہیں، پھر اس کے بعد ’’لا إلٰہ إلا اللّٰہ ‘‘ کا ورد کرتے رہے، یہاں تک کہ موت نے آلیا۔

توبہ کی دعوت

برادرانِ عزیز! آج انسان گناہ ومعاصی کے بحرِ عمیق میں ڈوبا ہوا ہے، نفس بشر خطا ولغزش سے بچا ہوا نہیں، لیکن مایوس ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں، ہر وہ شخص جس نے گناہ ومعصیت کے ذریعے اپنے نفس پر ظلم وزیادتی کی ہے، اسے اس بات کی خوشخبری ہو کہ اللہ پاک اپنے پاک کلام میں انہیں توبہ ورجوع کی دعوت بھی دے رہے ہیں اور یہ اعلان بھی فرما رہے ہیں کہ وہ تمام گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

’’قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰی أَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ إِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا إِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَأَنِیْبُوْا إِلٰی رَبِّکُمْ وَأَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ أَنْ یَّأْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ‘‘۔ (الزمر: ۵۳-۵۴)

ترجمہ: ......’’کہہ دے: اے میرے بندو! جنہوں کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر، آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے، بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ، وہ جو ہے وہی گناہ معاف

کرنے والا مہربان ہے، اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب، پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

’’وَإِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى‘‘۔ (طٰہٰ:۸۲)

ترجمہ) اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور یقین لائے اور کرے بھلے کام، پھر راہ پر رہے۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’مَن آیس عبادَ اللّٰہ بعد ھذا فقد جحد کتابَ اللّٰہ‘‘۔ (تفسیر ابن کثیر:۷/۱۰۸)

ترجمہ: ’’جس نے اس کے بعد اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کیا تو گویا اس نے کتاب اللہ کا انکار کیا‘‘۔

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ جب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے آئے تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ میرے جیسے کی مغفرت فرمائیں گے؟ تو حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مجھے اللہ اور اپنے والدین میں کسی ایک کا محاسبہ اختیار کرنے کا کہا جائے تو میں اللہ کے محاسبہ کو اختیار کروں گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ میرے والدین سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

ابنِ قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ’’کتاب التوابین‘‘ میں ایک نوجوان کا قصہ نقل کیا ہے کہ رجاء بن سور کہتے ہیں: ایک دن صالح کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ گفتگو فرما رہے تھے، انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے کہا: اے نوجوان (قرآن میں سے) پڑھو، اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت کی:

’’وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ مَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ‘‘۔ (غافر:۱۸)

ترجمہ:...... ’’اور خبر سنا دے ان کو اس نزدیک آنے والے دن کی جس وقت دل پہنچیں گے گلوں کو تو وہ دبا رہے ہوں گے، کوئی نہیں گناہ گاروں کا دوست اور نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

شیخ صالح رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کی تفسیر میں فرمایا: جب رب العلمین خود لوگوں سے مطالبہ کرنے والے ہوں تو اس دن ظالموں کے لیے کیسے کوئی دوست سفارش کرنے والا ہوگا؟ اگر تم لوگ وہ منظر دیکھ لو کہ جب گناہ گاروں کو زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر ننگے پیر اور برہنہ حال جہنم کی طرف لایا جائے گا، ان کے چہرے سیاہ اور آنکھیں پیلی اور جسم خوف سے پگھلے جا رہے ہوں گے اور وہ پکار رہے ہوں گے: اے ہماری ہلاکت! اے ہماری موت! یہ ہمارے ساتھ کیا ہوا؟ ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے؟، وہ کیا ہی

www.banuri.edu.pk

منظر ہوگا جب ملائکہ انہیں آگ کی لگاموں کے ذریعے ہانکتے لے جا رہے ہوں گے، کبھی منہ کے بل انہیں گھسیٹا جا رہا ہوگا اور کبھی اس حال میں کہ وہ خون کے آنسو رو رہے ہوں گے، دل ان کے حیران اور وہ تکلیف سے چلا رہے ہوں گے، وہ ایک ایسا خوفناک منظر ہوگا کہ کوئی آنکھ اسے دیکھنے کی متحمل نہیں ہوسکتی، کسی دل میں اتنا حوصلہ نہیں کہ بے قرار نہ ہو اور قدم اس دن کی شدت کی وجہ سے بے قابو ہوں گے۔ پھر روتے ہوئے فرمانے لگے: کیا ہی برا منظر اور کیا ہی برا انجام ہوگا۔ ان کے ساتھ سامعین بھی رونے لگے، حاضرین مجلس میں ایک گناہ و مستی میں ڈوبا ہوا جوان بھی بیٹھا ہوا تھا، اس نے شیخ کی یہ گفتگو سن کر کہا: اے ابوالبشر! کیا یہ سارا کچھ جو آپ نے بیان کیا قیامت کے دن ہوگا؟ شیخ نے فرمایا، ہاں! اے میرے بھتیجے! اس سے بھی بڑھ کر حالات ہوں گے، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ آگ میں چیخ رہے ہوں گے، یہاں تک کہ چیختے چیختے ان کی آواز بیٹھ جائے گی اور عذاب کی شدت کی وجہ سے صرف ایک بھنبناہٹ باقی رہ جائے گی۔ اس غافل جوان نے یہ سن کر ایک چیخ ماری اور کہا: اے اللہ! ہائے میری زندگی کے غفلت کے ایام، ہائے میرے آقا و مولا! میں نے اطاعت میں کوتاہی سے کام لیا، ہائے افسوس! میں نے اپنی عمر دنیا کی فانی زندگی کے لیے برباد کردی، اس کے بعد اس جوان نے رونا شروع کردیا اور قبلہ رخ ہوکر کہنے لگا: اے اللہ! آج میں ایسی توبہ کے ساتھ آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں جس میں کسی ریا کا شائبہ نہیں۔ اے اللہ! میری توبہ قبول فرما اور میرے سابقہ معاصی کو معاف فرما اور میری لغزشوں سے درگزر فرما! مجھ پر اور حاضرین مجلس پر رحم فرما اور اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال فرما۔ اے ارحم الراحمین! اے اللہ! آپ کے لیے میں اپنی گردن سے گناہوں کے بار اتار پھینکتا ہوں اور اپنے تمام اعضاء و جوارح اور سچے دل کے ساتھ رجوع کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر آپ میری توبہ قبول نہیں کریں گے تو یہ میری ہلاکت اور بربادی ہے، اس کے بعد وہ جوان بے ہوش ہوکر گر پڑا، اُسے وہاں سے منتقل کیا گیا۔ شیخ صالح اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ دنوں تک اس کی عیادت کرتے رہے، پھر اس جوان کا انتقال ہوا، اس جوان کے جنازہ میں خلقِ خدا نے شرکت کی، وہ روتے ہوئے اس کے لیے دعائے مغفرت کررہے تھے۔ شیخ صالح گاہے بگاہے اس جوان کا اپنی مجلس میں تذکرہ کرتے اور فرماتے: میرے والدین اس پر قربان ہوں، یہ قرآن کا قتیل ہے، یہ وعظ اور غم و حزن کا قتیل ہے (یعنی قرآن کی اس آیت اور اس کی تفسیر نے اس نوجوان پر اتنا اثر ڈالا کہ وہ قیامت کے دہشت ناک احوال کے خوف سے جان سے گزر گیا) راوی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے موت کے بعد ان کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا بنا؟ اس نے کہا کہ شیخ صالح کی مجلس کی برکت میرے شامل حال رہی اور میں اللہ کی وسیع رحمت میں داخل ہوا، یعنی میری مغفرت کردی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو گناہ کو گناہ سمجھ کر اس سے بچنے اور سچی توبہ کی توفیق دے اور تمام امتِ مسلمہ کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)